

ڈربن جنوبی افریقہ کے بریلویوں کے

چالیس مغالطوں کی حقیقت
المسعی

بریلویوں کا چالیسواں

بریلوی مکتب فکر کے اندھیرے میں

شائع کردہ

(مولانا) حافظ محمد اسلم

مدرس اسلامک اسکول ڈی. جی. پیٹر. انگلینڈ

مولانا منظور احمد جالندھری

حصہ اول
۱۹۲۸ء

ڈربن جنوبی افریقہ کے بریلویوں کے

چالیس مغالطوں کی حقیقت

المستحق

بریلویوں کا چالیسواں

شائع کردہ

(مولانا) حافظ محمد اسلم

مدرس اسلامک اکیڈمی، پنجپٹر، انگلینڈ

فہرست مضامین

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۱۸	رسالت سے بڑا کوئی مرتبہ نہیں	۵	تعارف و اعتراف
۱۹	مشی میں جھٹ سے مراد	۶	مغالطہ اسکا بن کذب
۲۰	اقتد کو ماننے کا مطلب	۶	مولانا رشید احمد گنگوہی کا عقیدہ
۲۰	پیغمبر خدائی طاقت نہیں رکھتے	۷	شیطان اور ملک الموت کا علم
۲۱	جناب پیر مہر علی صاحب کا ارشاد	۸	مولانا خلیل احمد صاحب کا عقیدہ
۲۱	پیغمبر کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا	۸	کیا اپنی عاقبت کا بھی علم نہیں؟
۲۲	ناکارہ کا لفظ غیب وار نہ تھا	۹	حضرت مولانا تھانوی کی عبارت
۲۳	ذلیل کا لفظ کمزور کے معنی میں تھا	۱۰	علم غیب عطائی نہیں ہوتا
۲۳	مخلوق خالق کے سامنے ڈرتا ناچیز	۱۰	مولانا احمد رضا خاں کا عقیدہ
۲۴	طاغوت کے معنی	۱۱	نماز میں حسد کا خیال
۲۵	پیغمبر حقیقی جھوٹ سے پاک	۱۱	مولانا احمد رضا خاں کی خیانت
۲۵	کیا امتی عمل میں بڑھ سکتا ہے	۱۲	رحمۃ اللعالمین صفت ہے خاصہ نہیں
۲۶	صحابہ کے بارے میں دیوبند پر افتراء	۱۳	مولانا محمد قاسم اودھم نبوت
۲۶	شیعوں کے مذہبی اعمال میں ہمنوائی	۱۴	مولانا احمد رضا خاں کی خیانت
۲۶	نیک اعمال میں اپنی تنہائیات	۱۵	خواب میں مولانا اشرف علی کا نام
۲۹	کھانا سامنے رکھ کر ایصال ثواب	۱۶	کیا احمد رضا خاں محمد کے پیغمبر تھے؟
۲۹	مولانا احمد رضا اسے بیکار کہتے ہیں	۱۶	حضرت کی نظم بھائی کی سی نہیں

ہلنے کے پتے

لاہور	مکتبہ عربیہ ۱۳۔ اردو بازار
لاہور	حافظ نور محمد ۱۹۔ سلطان پورہ روڈ
لاہور	تعمیری کتب خانہ اردو بازار
کراچی	کتب خانہ مظہری جی ۱۲ ناظم آباد
ساہیوال	مکتبہ رشیدیہ۔ جامعہ رشیدیہ
لاہور	امجد اکیڈمی اردو بازار

سعودی عرب

سعودی عرب	مکتبہ امدادیہ باب العمرہ مکہ مکرمہ
-----------	------------------------------------

ہندوستان

دہلی	ادارہ اشاعت دینیات نظام الدین
یو۔ پی	عارف کمپنی دیوبند ضلع سہارنپور

انگلستان

اسلامک اکیڈمی ۱۹۔ چارٹن ٹیریس آف اپر بروک سٹریٹ	مانچسٹر
۱۵۔ ڈوسٹاک روڈ بالسل ہیٹھ برمنگھم	یو کے

پاکستان

مدینہ عربیہ	جامعہ رحمانیہ رجسٹرڈ
لاہور	جامعہ مسجد حبیب شاہ پورہ ٹاؤن

تعارف و اعتراف

الحمد لله وسلام علی عباده الذین اصطفوا واللہ خیر امایش کون... اما بعد

مولوی احمد رضا خاں صاحب کے پوتے ریکان رضا خاں نے ساؤتھ افریقہ آکر عجیب فضا پیدا کر دی ہے جہاں گئے اختلافی مسائل چھڑتے گئے، سخت فرقہ وارانہ کشیدگی تھی کہ پاکستان کے ایک نعت خواں محمد شفیع اوکاڑوی بھی آدھمکے۔ آپ پوری خوش الحانی سے فرقہ وارانہ آگ کو بھڑکاتے رہے، تبلیغی جماعتوں کے سجدوں میں داخلے بند کرانے، انگریزی اخبارات میں ان جھگڑوں کی خبریں چھپیں اور مسلمانوں کو غیر مسلموں کے سامنے ان باتوں سے بہت شرمسار ہونا پڑا۔ بریلویوں نے تفرقہ بازی پھر بھی نہ چھوڑی پھر یہاں علماء حنفی کی آمد بھی ہوئی جو مسلمانوں کو قرآن کریم سناتے رہے، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی روشنی میں انھوں نے لوگوں کو قرآن کی دعوت دی۔ صحابہ کرامؓ کی پاکیزہ زندگیوں کی طرف بلایا اور لوگوں کو ان خدمات اسلامی کی طرف توجہ دلائی جو اولیاء کرام نے دین حق کے پھیلاؤ میں سر انجام دی تھیں۔

اسی اثنا میں ڈربن کے جناب ایس جی خاں آف سپر مارکیٹ وارک الیونیورسٹی ڈربن نے پاپس اعتراف پر مشتمل ایک پمفلٹ شائع کیا۔ ہمیں یہ پمفلٹ ملا دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ مولوی احمد رضا خاں صاحب کے وہی فرسودہ اعتراضات تھے جن کا جواب علماء اہل سنت و الجماعت بارہا دے چکے ہیں، یہ وہی چند مغالطے تھے جن کے سہارے بریلوی گاڑی چل رہی ہے، ترتیب نئی تھی اس لیے مناسب معلوم ہوا کہ ان مغالطوں کی حقیقت ذرا اور کھول دی جائے۔ جوں جوں لوگ سمجھتے جاویں گے بریلوی گاڑی کو بریک لگتی جائے گی۔ لوگوں کو معلوم ہو جائے گا

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۳۵	تیر صاحب کے غسل کا واقعہ	۲۹	غنی ایصال ثواب کا کھانا نہ کھانے
۳۶	ہر ربیع الاول کو میلاد قرار دینا	۳۰	گیارہویں میں غیر شرعی نظریات
۳۷	عقیدہ تکرار ولادت	۳۰	ہندوؤں کے توار کے کھانے
۳۸	کھڑے ہو کر سلام پڑھنا	۳۱	طوائف کی شیرینی پر فاتحہ
۳۹	عقیدہ حاضر ناظر کا انکار	۳۱	کوتے کی حلت و حرمت
۳۹	مولانا دیدار علی کا عقیدہ	۳۲	مرثیہ شیخ الحدیث پر اعتراضات
۳۹	میلاد میں تشریف آوری کا اقرار	۳۲	خان بریلوی میں شاہن صدیقی کا دعویٰ
۴۰	دس ہزار کا انعامی چیلنج	۳۲	صحابہ کی بے ادبی کا الزام

کہ علمائے دیوبند صحیح العقیدہ اہل سنت والجماعت ہیں اور ان بزرگوں پر توہین رسالت کا الزام بالکل غلط ہے جن عبارات کو توہین آمیز بتلایا جاتا ہے ان کے مطالب وہ نہیں جو یہ فرقہ پرست نعت خواں بتلاتے ہیں بلکہ انکی مراد کچھ اور ہیں جنہیں سمجھنے کے لیے کچھ غور کرنے، علم رکھنے اور خدا کا خوف رکھنے کی ضرورت ہے، خدا کرے ان لوگوں کو بات سمجھ آ جائے، وہ مخالفوں سے نکل آئیں اور دوسروں کو مخالفیے دینے کی تفرقہ انگیز حرکتوں سے رک جائیں و ما ذالک علی اللہ بعزیز۔

بریلوی پمفلٹ میں دیے گئے مغالطے

علماء دیوبند کی عبارات :

(۱) اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے (معاذ اللہ) عبارت یہ ہے۔ الحاصل اسکا کہ کذب سے مراد دخول کذب تحت قدرت باری تعالیٰ ہے لہ

بریلوی خیانت :

”علماء دیوبند کی عبارات“ سرخی قائم کر کے نیچے اپنی عبارت لکھنا خیانت ہے جیسا کہ یہاں لکھا ہے اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے۔ یہ صریح خیانت ہے، یہ علماء دیوبند کی عبارت ہرگز نہیں جیسا کہ یہاں صلی سرخی میں ظاہر کیا گیا ہے، رہی اگلی عبارت تو اس میں صرف قدرت باری تعالیٰ کا بیان ہے، لکھنے والا دیکھتا رہتا تو اسے اس فتاویٰ رشیدیہ میں یہ عبارت بھی مل جاتی :

”ذات پاک حق تعالیٰ جل جلالہ کی پاک و منزہ ہے اس سے کہ متصف کذب کیا جائے، معاذ اللہ تعالیٰ۔ اس کے کلام میں ہرگز ہرگز شائبہ کذب کا نہیں ہے۔ تعالیٰ تعالیٰ ومن اصدق من اللہ قیلاً۔ جو شخص حق تعالیٰ کی نسبت یہ عقیدہ رکھے یا

زبان سے کہے وہ کذب بولتا ہے وہ قطعاً کافر ہے، ملعون ہے لہ

باقی رہا لفظ اسکاں تو اس کی تصدیق مولوی احمد رضا خاں سے لے لیجیے :

”محکم بالذات ہو نہیں سکتا کہ نفس ذات میں اسکاں ہے تو محال بالغیر ہوگا“

یعنی خدا تعالیٰ کا جھوٹ بولنا محال بالذات نہیں ہو سکتا کہ نفس ذات میں اسکاں ہے (معاذ اللہ)

(۲) شیطان و ملک الموت کا علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ ہے (معاذ اللہ)

عبارت یہ ہے، الحاصل غور کرنا چاہیے..... شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت

ہوئی، غور و عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے۔

بریلوی خیانت :

”علماء دیوبند کی عبارات“ سرخی قائم کر کے نیچے اپنی عبارت لکھنا جیسا کہ یہاں خط کشیدہ عبارت لکھی گئی ہے خیانت اور جھوٹ ہے یہ ہرگز علماء دیوبند کی عبارت نہیں ہے۔ بریلویوں نے یہاں جھوٹ بولا ہے، رہی اگلی عبارت تو یہ کافظ اس میں قابل غور ہے شیطان کو جو شر کے علم حاصل ہیں، وہ علوم روزیہ پیغمبر کو حاصل نہیں نہ وہ اس کی شان کے لائق ہیں، پیغمبروں کے علوم اشرف و اعلیٰ ہوتے ہیں۔ سفلے اور کمینہ علوم سے الکی ذات بہت بلند اور بالا ہے اگر کوئی شخص یہ کہے کہ علوم روزیہ کی یہ وسعت شیطان کے لیے نص سے ثابت ہے پیغمبروں کے لیے شر کے ان علوم کا دعویٰ کرنا اس کے لیے کون سی نص ہے؟ تو اس سوال میں کون سی حرج کی بات ہے؟ اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ معاذ اللہ شیطان کے علم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ کہہ دیا، اگر شرارت نہیں تو اور کیا ہے؟ حق یہ ہے کہ پیغمبروں کے لیے شر کی وہ راہیں نہیں کھلی ہوئیں جو شیطان کیلئے کھلی ہیں بلکہ شیطان تو بنا ہی ان کاموں کے لیے تھا۔

اس عبارت میں لفظ یہ کو نظر انداز کر کے یہ بات پھیلانا کہ شیطان کے علم کو پیغمبر کے علم سے زیادہ

کہہ دیا۔ ایک مغالطہ ہے۔ لفظ "علم" کے موضوع کو محدود کر چکا ہے۔ اسی طرح ملک الموت اپنے موضوع کا علم رکھتا ہے لیکن پیغمبرِ موعود کی دولت اس کے پاس نہیں۔ لفظ "علم" اس کے علم کو بھی اس کے دائرہ کار میں محدود کر چکا ہے۔ اس ایک موضوع میں اگر اسے وسعت علمی حاصل ہے تو اس جزئی وسعت سے یہ کیسے لازم آیا کہ ملک الموت کا مطلق علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہو پس اس مضمون کو اس اپنی عبارت میں لانا جس پر خط کھینچا گیا ہے ایک مغالطہ سے زیادہ کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔

پھر اگلے الفاظ "علم آپ کا ان امور میں" بھی بتا رہے ہیں کہ مطلق علم میں گفتگو نہیں ہو رہی صرف انہی امور میں ہو رہی ہے جو ملک الموت کی کارکردگی کا موضوع ہیں ان کاموں کو سر انجام دینے کے لیے ان امور کا تفصیلی علم ملک الموت کو دینا ضروری تھا۔ یہ علم اور اس کے مطابق کام پیغمبرِ موعود کی داری میں داخل نہیں ہیں جزئی وسعت کو مطلق وسعت قرار دینا اور اس پر اپنی عبارت چڑھانا دھوکہ اور فریب ہے۔ علمائے دیوبند کا ہرگز یہ عقیدہ نہیں جو ان کے ذمے لگایا جاتا ہے۔ براہین قاطعہ کے مصنف حضرت مولانا خلیل احمد صاحب محدث سہارنپوری لکھتے ہیں:

"میں اور میرے اساتذہ ایسے شخص کو کافر اور مرتد اور ملعون کہتے ہیں جو کہ شیطان علیہ اللعنہ کو کیا بلکہ کسی مخلوق کو جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے علم میں زیادہ کہے غرض خالص صاحب بریلوی نے محض اتہام اور کذب خاص بندہ کی طرف منسوب کیا ہے۔ مجھ کو تو مدتِ العمر اس کا وسوسہ بھی نہیں ہوا کہ شیطان تو کیا، کوئی ولی اور فرشتہ بھی آپ کے علوم کی برابری کر سکے چہ جائیکہ علم میں زیادہ ہو۔"

کاش کہ بریلوی خدا کا خوف رکھتے اور آئندہ کے لیے اس مغالطے کی شق چھوڑ دیتے

(۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی اور دوسروں کی عاقبت کا علم نہیں..... (معاذ اللہ)

عبارت یہ ہے: خود فر عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں واللہ لا ادری ما یفعل بی ولا یحکم لہ بریلوی خیانت:

"علمائے دیوبند کی عبارات" سرخی قائم کر کے نیچے اپنی عبارت لکھا جیسا کہ یہاں خط کشیدہ عبارت لکھی گئی ہے، جھوٹ اور خیانت ہے۔ حضرت اقدس مولانا خلیل احمد صاحب نے عبارت کہیں نہیں لکھی عاقبت کا علم نہیں یہ لفظ بریلویوں نے خود گھڑے ہیں۔ یہی اگلی عبارت تو اس میں قرآن کریم کی آیت کا جزو ہے۔ اور اس کا ترجمہ ہے۔ "مجھ کو معلوم نہیں کیا ہوتا ہے مجھ سے اور تم سے ہیں اسی پر چلتا ہوں جس کا مجھے حکم آتا ہے۔" اس سے مراد دنیا کے معاملات، یہاں کی آزمائشیں اور ان پر مرتب ہونے والے نتائج ہیں، آخرت میں یہ کوششیں کس کس درجے میں قبولیت پائیں گی۔ ظاہر ہے کہ یہ سب امور پردہ غیب میں تھے، اس مضمون کو یہاں سے ہٹا کر عاقبت کے ساتھ خاص کر دینا اور پھر اسے علمائے دیوبند کی عبارت ٹھہرانا ظلم بالائے ظلم ہے۔

کاش کہ اعتراض کرنے والے لوگ علماء دیوبند کا یہ عقیدہ جان لیتے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو آپ کے کایاب انجام کی خبر دے رکھی تھی۔ شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی فرماتے ہیں:

"تصور کیا جائے آخرت کی شان و شکوہ کا جب کہ آدم اور آدم کی ساری اولاد آپ کے جہنم سے جمع ہوگی تو وہاں کی زندگی اور فضیلت تو یہاں کے اعزاز و اکرام سے شہا درجہ بڑھ کر ہے۔"

علمائے دیوبند کی اس تصریح سے آنکھیں بند کر کے محل عبارات کو اچھانا اور اسے اپنی گستاخانہ عبارت میں ڈھالنا بریلوی امانت و دیانت کا کھلا نشان ہے۔

ان لوگوں میں کچھ بھی خدا کا خوف ہوتا تو علامہ شبیر احمد عثمانی کی اس عبارت کو ضرور ساتھ لکھتے۔

(۴) مولوی اشرف علی تھانوی نے رسول اللہ کے علم غیب کو ایرہ غیرہ اور تمام سچوں اور پاکوں کی جہیزوں اور جہانوں کے علم سے تشبیہ دی ہے (معاذ اللہ) عبارت یہ ہے پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا

حکم کیا جانا۔ اگر بقول زید صحیح ہے..... الخ

بریلوی خیانت :

ان تین سطروں کو علمائے دیوبند کی عبارات کی سُرخی سے نقل کرنا خیانت ہے یہ عبارت علمائے دیوبند کی نہیں، بریلویوں نے خود بنائی ہے، جب علماء دیوبند برسرے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کے قائل نہیں تو وہ آپ کے علم غیب کو دوسروں کے علم سے تشبیہ کیسے دے سکتے تھے، علماء دیوبند کے عقیدے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قطعاً علم غیب نہیں تھا کیونکہ علم کا لفظ جب غیب کی طرف مضاف ہو تو وہ ذاتی علم کے لیے آتا ہے عطا کیے لیے نہیں، علم غیب کی کوئی قسم عطا کی نہیں ہے۔ پس یہ کہنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کو تشبیہ دی ہے، برسرے سے غلط ہے نہ آپ کو علم غیب تھا نہ اسے تشبیہ دینے کا سول پیدا ہوتا ہے۔

مولوی احمد رضا خاں صاحب بھی اس اصول کو تسلیم کرتے ہیں۔

علم جب کہ مطلق بولا جائے خصوصاً جب کہ غیب کی طرف مضاف ہو تو اس سے مراد علم ذاتی ہوتا ہے اس کی تصریح حاشیہ کثافت پر میر سید شریف نے کر دی ہے اور یہ یقیناً برحق ہے لہٰذا اس اصول کی روشنی میں یہ کہنا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب تھا بالکل غلط ہے، حضور کو اللہ تعالیٰ نے کروڑوں غیوب پر اطلاق بخشی تھی لیکن اس اطلاق علی الغیب کو صرف جاہل ہی علم غیب کہہ سکتے ہیں۔ پس یہ کہنا کہ مولانا تھانوی نے حضور کے علم غیب کو تشبیہ دی کس قدر گھلا جھوٹ ہے۔

رہی اگلی عبارت جو مولانا تھانوی کے الفاظ سے پیش کی گئی ہے سو وہ بقول زید ہے یہ مولانا تھانوی کا عقیدہ نہیں تھا، اسے مولانا تھانوی کا عقیدہ ٹھہرا خیانت اور ظلم بالائے ظلم ہے اس کا فتنہ دار زید ہے نہ کہ حضرت اقدس مولانا تھانوی۔ زید کے قول پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بعض غیب کے جاننے سے وجہ عالم الغیب کہنا اس کو لازم ہے کہ باقی سب مخلوق کو بھی بعض غیب جانتے کی وجہ سے (گو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غیب سے کتنا ہی کم کیوں نہ ہوں) عالم الغیب کہا جائے سو یہ لزوم زید کے قول پر لازم آ رہا ہے جس کی مولانا تھانوی تردید

لے فائد القرآن ۷۷ لے ملفوظات حصہ سوم ص ۳۳

کہ سب سے ہیں، مولانا تھانوی کے عقیدہ میں زید کا قول بھی غلط اور اگلی بات کا لزوم بھی غلط مولانا تھانوی کا عقیدہ معلوم کرنا ہو تو وہ یہ ہے :

”میرا اور میرے سب بزرگوں کا عقیدہ ہمیشہ سے آپ کے فضل المخلوقات فی

جميع الکالات العلیہ والعلیہ ہونے کے باب میں یہ ہے۔ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر لہ

(۵) نماز میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور بزرگان دین کا خیال مبارک دل میں لانا زنا کے دوسو سے اوپر گئے کے تصور میں غرق ہو جانے سے بھی زیادہ بُرا ہے (معاذ اللہ) عبارت یہ ہے : از سوسہ زنا خیال مجاہد زوج خود بہتر است و صرف ہمت بسو کے شیخ و اشال آں الخ لہ

بریلوی خیانت :

نماز میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے خیال آنے کا زنا کے دوسو سے متبادل صراطِ مستقیم کی اس عبارت میں کہیں نہیں۔ یہ خیانت ہے، بریلویوں کو اتنا صریح جھوٹ بولتے کچھ شرم نہ آئی۔ دوسو سے زنا کا تقابل اپنی بیوی کی صحبت کے خیال سے تھا اور اگلی بات دوسری ہے۔ بزرگان دین کی طرف خیال باندھنے اور ان کی طرف نیت لے جانے کا تقابل دنیا کے مال و زر میں متفرق ہونے سے کیا گیا تھا۔ بریلوی پفلٹ کی خیانت غلط کیجیے، نماز میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خیال کو زنا کے دوسو سے کے مقابل ٹھہرایا (معاذ اللہ)۔ بریلوی خیانت سے ہزار توبہ (

یاد رہے کہ بریلویوں نے یہ خیانت مولانا احمد رضا خاں سے وصول پائی ہے۔ مولانا احمد رضا خاں نے یہ جھوٹ اپنی کتاب الکو کتبہ الشہابیہ ص ۲۹ پر تصنیف کیا تھا۔

باقی رہا نماز میں حضور یا بزرگوں کا خیال تو یہاں یہ لفظ خیال بریلویوں کا دوسرا جھوٹ ہے۔ صراطِ مستقیم میں یہاں خیال آنے کے الفاظ نہیں ہیں۔ صرف ہمت کے الفاظ ہیں اور ان سے مراد مقصود پر پوری توجہ جانا ہے کہ اور کس طرف تھی کہ خدا کی طرف بھی دھیان نہ رہے، ظاہر ہے کہ نماز میں اس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم

لہ فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۲ ص ۲۳ لہ صراطِ مستقیم ص ۷۷

یا بزرگوں پر توجہ جانا اور انہی کی نیت بانٹ لینا شرک ہے اور شرک واقعی اس سے زیادہ بُرا ہے کہ نماز میں کوئی اپنی اور معمولی چیزوں کے دھیان میں لگا رہے۔ اس صفت میں صرف نماز برباد ہوگی مگر پہلی صفت میں ایمان جائے گا اور شرک آئے گا۔

ہاں صرف ہمت (خدا سے توجہ پھیر کر اسے بزرگوں پر لے جانا) نہ ہو صرف خیال آجائے اور نمازی اسے مقصود نہ بنائے تو اس کے بارے میں بھی مراط مستقیم میں ہے:

• خود بخود مسائل کا دل میں آجانا اور ارواح اور فرشتوں کا کشف ان فاضلہ خلعتوں میں سے ہے جو حضور حق میں متفرق باخلاص لوگوں کو نہایت مہربانیوں کی وجہ سے عطا ہوا کرتے ہیں..... اور ان کی نماز ایسی عبارت ہے کہ اس کا اثر آنکھوں کے سامنے آگیا: لے

اس عبارت کو چھوڑ کر صرف اگلی عبارت نقل کرنا اور وہاں بھی لفظ خیال اپنی طرف سے لکھ دینا بریلویوں کا صریح جھوٹ ہے۔

نماز میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال آنے کے بارے میں علمائے دیوبند کا فتویٰ بھی دیکھ لیجیے:

• جب نماز میں خود التحیات اور دُود شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہے تو خیال آنا تو ضروری ہوا، باقی نماز خاص عبادت اللہ کے لیے ہے، غیر اللہ کا خیال علی سبیل تعظیم و العبادۃ نہ آنا چاہیے اور نماز ہر حال میں صحیح ہے، خیال پر باز پرس نہیں ہے: لے

(۶) لفظ رحمۃ للعالمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت خاصہ نہیں (معاذ اللہ)

یہاں خاصہ ہونے سے صفت رحمت کی نفی مراد نہیں بلکہ خاصہ اپنے مطلق معنوں میں ہے، مراد یہ ہے کہ یہ صفت سب سے اعلیٰ درجے میں حضور میں تو ہے ہی لیکن کسی نہ کسی درجے میں دیگر اولیاء و

انبیاء میں بھی ہو سکتی ہے۔ اگر یہ لفظ اس تاویل سے کسی دوسرے پر بول دیا جائے تو جائز ہوگا۔ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کی پوری عبادت یہ ہے:

• لفظ رحمۃ للعالمین صفت خاصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں ہے بلکہ دیگر اولیاء و انبیاء اور علماء ربانیتین بھی موجب رحمت عالم ہوتے ہیں اگرچہ جناب رسول اللہ سب سے اعلیٰ ہیں: لے

مولانا احمد رضا خاں صاحب کا عقیدہ ہے کہ بغیر غوث کے زمین و آسمان قائم نہیں رہ سکتے تھے تو کیا اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان کے نزدیک جناب غوث پاک زمین و آسمان کے جملہ جانوں کے لیے رحمت ہیں؟

شیخ سعدی شیرازی بوستان میں شاہ وقت کے بارے میں کہتے ہیں

توئی سایہ لطف حق بر زمین پیہر صفت رحمۃ عالمین

(تو زمین پر خدا کی رحمت کا سایہ ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جانشینی میں سب جہانوں کی رحمت ہے۔)

اللہ تعالیٰ نے جتنی زمینیں پیدا کیں ہر ایک میں جتنے جہاں ہیں وہاں ان کے لیے کوئی نہ کوئی مرکز رحمت ضرور ہے۔ مولانا لکھتے ہیں:

ہر کجا ہست گامہ عالم بود رحمۃ للعالمین لے ہم بود

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب سے اعلیٰ درجے میں رحمۃ للعالمین ہیں، دیگر انبیاء اور اولیاء آپ کے فیض نور سے اپنے اپنے درجے میں جہانوں کی رحمت ہوں تو اس میں کون سا مانع شرعی ہے؟ پس بریلویوں کا اعتراض ایک مغالطے سے زیادہ کچھ وقعت نہیں رکھتا۔

(۷) مولانا محمد قاسم نالوتوی نے خاتم النبیین کے معنی صرف آخری نبی لینے کو عوام کا خیال بتایا ہے اور

خود سب سے اعلیٰ مرتبہ کا نبی اور آخری نبی دونوں معنی مراد لیے ہیں، آپ نے خاتم النبیین کے معنی آخری نبی کرنے کی مخالفت نہیں کی اسے صرف آخری نبی پر محدود رکھنے کی مخالفت کی ہے اور صرف آخری نبی معنی مراد لینے کو عوام کا خیال بتایا ہے، پوری عبارت پڑھنے سے یہ بات از خود واضح ہو جاتی ہے۔

بریلوی خیانت :

مولوی احمد رضا خاں نے مولانا محمد قاسم نانوتوی کی کتاب تحذیر الناس سے ص ۲۸، ص ۲۹ اور ص ۳۰ کی مختلف عبارات جوڑ کر ایک مسلسل عبارت بنائی ہے، اس مسلسل عبارت سے آخری نبی ہونے کا انکار ثابت ہوتا ہے جو ہرگز مولانا محمد قاسم کی مراد نہ تھا، حضرت مولانا محمد قاسم نے خود اپنے عقیدے کی وضاحت کر دی ہے :

" اپنا دین و ایمان ہے، بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی اور نبی کے ہونے کا احتمال نہیں جو اس میں تامل کرے اس کو کافر جانتا ہوں۔ " لہ

مولانا محمد قاسم ختم نبوت مرتبی اور ختم نبوت زمانی دونوں کے قائل ہیں، ایمان کے لیے دونوں کا اقرار ضروری ہے ختم نبوت مرتبی کا مفہوم یہ ہے کہ تمام مراتب کمالات آپ پر ختم نہیں۔ مرتبی ختم نبوت پر بحث کرتے ہوئے آپ نے بالفرض کے لفظ سے ایک بات کہی کہ اگر آپ کے بعد بھی کوئی نبی پیدا ہو تو اس پہلو کی ختم نبوت میں فرق نہ آئے گا، کمالات والی ختم نبوت بہر حال قائم رہے گی۔ مولانا محمد قاسم کے عقیدہ میں عقیدہ ختم نبوت کے لیے صرف ختم نبوت مرتبی کا اقرار کافی نہیں ختم نبوت زمانی کا اقرار بھی ضروری ہے۔

آپ کی جو عبارت ختم نبوت مرتبی کی وضاحت میں تھی اسے بریلوی پمفلٹ میں اس طرح دیا ہے کہ یہ بات ختم نبوت زمانی کے بیان میں ہے۔ یہ جھوٹ اور خیانت ہے کہ کہیں کی بات کہہ کر لگا دی، مولوی احمد رضا خاں اگر تین مختلف عبارتوں کو اپنی ترتیب سے نہ جوڑتے تو یہ بات ہرگز نہ بنتی جو اب بریلویوں نے بنا رکھی ہے۔ تجلہ شریعہ کے پہلے الفاظ کو نقل نہ کرنا اور شرط کے بغیر جزا کو نقل کر دینا کتنی بڑی خیانت ہے۔ مولوی احمد رضا خاں نے حضرت مولانا محمد قاسم کے یہ الفاظ نقل نہیں کیے جو شروع میں تھے اور مقدم کے بغیر تالی کا تیسرا جزو نقل کیا

مولانا محمد قاسم کی بات یہاں سے شروع ہوتی تھی :

" ہاں اگر خاتمیت بمعنی اتصاف ذاتی بوصف نبوت لیجیے لہ

ظاہر ہے کہ یہ شرط ہے اور اسکی جزا ختم نبوت کے صرف ایک پہلو کے پیش نظر تھی ختم نبوت کے مجموعی مفہوم کے بالمقابل نہ تھی اسے ختم نبوت کے پورے مفہوم کے طور پر پیش کرنا ایک کھلی خیانت ہے۔

(۹) بریلوی پمفلٹ میں، کے بعد نمبر ۹ ہے اس لیے ہم نے بھی نمبر ۹ ہی لکھا ہے)

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عل میں اردو زبان اگر اس وقت سے آئی ہو جب سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا علمائے دیوبند سے ملنا جلنا ہوا تو اس میں تعجب کی کون سی بات ہے، اللہ تعالیٰ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو ضرورت کے وقت اس کے متعلق علم عطا فرما دیں تو اس میں حرج کی کوئی بات نہیں ہے۔

یہاں یہ بات نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (معاذ اللہ) اردو زبان علمائے دیوبند سے سیکھی، بریلوی مولوی ازراہ خیانت اس حوالے کو اس انداز میں پیش کرتے ہیں گویا آپ نے اردو زبان علماء دیوبند سے سیکھی۔ یہ بات جھوٹ اور بریلوی خیانت ہے۔

اگر کوئی شخص یہ کہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی انسان استاد تھا تو علمائے دیوبند نے مسلمان نہیں سمجھتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا استاد صرف خدا تھا اور اسی نے آپ کو قرآن سکھایا۔

الرحمن ۰ علم القرآن ۰ خلق الانسان ۰ علمہ البیان ۰

(۱۰) کلمہ لا الہ الا اللہ (اشرف علی)

جس طرح خواب کے واقعات پر شرعاً مواخذہ نہیں، بیداری کی حالت میں بلا اختیار نکلے ہوئے الفاظ پر بھی شرعاً مواخذہ نہیں ہے، بیداری میں بھی انسان پر کئی حالتیں گزرتی ہیں، اختیاری حالت کے غلط کاموں اور غلط کلمات پر مواخذہ ہوگا لیکن جاگتے ہوئے غلطاری حالت میں جو بات زبان سے نکلے اس پر شرعاً کوئی مواخذہ نہیں ہے۔

مولانا تھانویؒ کے ایک مرید نے خواب میں دیکھا کہ وہ ایک کلمہ پڑھ رہا ہے جو اپنے ظاہر میں کفر ہے پھر جاتے ہوئے بھی بلا اختیار اس کی زبان پر وہی جملہ رہا، وہ بہت پریشان تھا اور اس کے کلمہ کفر ہونے کا اسے پورا احساس تھا۔ اس کے اعتقاد میں لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ عالم بیداری میں ہوش و حواس اور اپنے اختیار سے پڑنا بلاشبہ کفر تھا اس لیے اس نے یہ واقعہ حضرت مولانا تھانویؒ کو لکھا۔ آپ جانتے تھے کہ خواب یا بیداری میں بلا اختیار کہے گئے کلمات پر شرعاً مواخذہ نہیں، اس لیے آپ نے اسے تسلی دی کہ اس نے یہ کلمہ کفر اپنے اختیار سے نہ کہا تھا، آپ نے اس کی تعبیر یہ لکھی کہ اس واقعہ میں تسلی بھی، کہ جس طرف تم رجوع کرتے ہو وہ عبودت تعالیٰ متبع سنت ہے، خط کشیدہ الفاظ اس واقعہ میں قابل غور ہیں اس واقعہ سے مراد خواب ہے۔ تعبیر بعض اوقات خواب کے ظاہر کے خلاف ہوتی ہے اور ہر دو میں ایک نہایت باریک مناسبت لپٹی ہوتی ہے۔ مولانا تھانویؒ نے تعبیر میں یہ نہیں کہا کہ جس طرف تم رجوع کرتے ہو وہ واقعی پیغمبر ہے بلکہ یہ بتایا کہ وہ متبع سنت ہے معلوم ہوا وہ خواب اپنے ظاہر پر نہ تھا۔

بریلوی خیانت :

اس اعتراض کے پیش کرنے میں بریلوی مقرر نے یہ خیانتیں کی ہیں :

- ۱۔ مقرر نے خواب کا سرے سے ذکر ہی نہیں کیا کیونکہ خواب پر کوئی مواخذہ نہیں ہوتا۔
- ۲۔ بیداری میں اختیاری اور غیر اختیاری حالت کا فرق بیان نہیں کیا، صورت ثانیہ پر مواخذہ نہیں۔
- ۳۔ اس واقعہ کے الفاظ کی مراد نہیں بتلائی حالانکہ خواب اور ہوتا ہے اور تعبیر اور۔
- ۴۔ یہ نہیں مانا کہ خواب کی تعبیر ظاہر کے خلاف بھی ہوتی ہے ورنہ خواب کے بعد تعبیر کی کس ضرورت نہ ہوتی۔

افسوس بریلوی مقرر نے یہ نہ سوچا کہ بریلوی لوگ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بجائے مولوی احمد رضا خان صاحب کا نام بیداری اور اختیاری حالت میں تجویز کرتے ہیں :

نیکرین آ کے مرقد میں جو پوچھیں گے تو کس کا ہے

ادب سے سر جھکا کر لوں گا نام احمد رضا خاں کا

قبر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں سوال ہوگا وہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بجائے مولوی احمد رضا خاں صاحب کا نام لینا کیا کلمے کی تبدیلی نہیں؟ میاں نورانی کے والد مولوی عبد العظیم صدیقی نے تو مولوی احمد رضا خاں صاحب کو بھل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل لاکھڑا کیا تھا کہ جس طرح عرب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، عجم میں مولوی احمد رضا خاں صاحب ہیں، مولانا عبد العظیم صاحب نے مولوی احمد رضا خاں صاحب کے سامنے پڑھا تھا :

عرب میں جا کے ان آنکھوں نے دیکھا جس کی صورت کو

عجم کے واسطے لا ریب وہ قبلہ نما تم کو ملے

اس کا مطلب اس کے سوا کیا ہو سکتا ہے کہ عرب میں تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور عجم

میں قبلہ کی طرف رہنمائی کرنے والے مولوی احمد رضا خاں صاحب ہیں۔

(۱۱) "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم ٹپے بھائی کی سی کرنی چاہیے"

اس سے مراد بدنی تعظیم تھی نہ اعتقادی۔ سیاق و سباق میں یہ بات ظاہر ہے، بدنی تعظیم کی چار صورتیں ہیں دست بستہ قیام، رکوع، سجدہ اور طواف۔ یہ صرف اللہ کے لیے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بدنی تعظیم ٹپے انسان کی سی چاہیے نہ کہ خدا کی سی، دست بستہ قیام، رکوع، سجدہ اور طواف۔ یہ چار باتیں حضور کے لیے نہ ہونی چاہیے ان کے لیے صرف ایک خدا ہے۔

اس عبارت میں مطلق تعظیم مراد نہ تھی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اعتقادی روحانی اور علمی تعظیم سب مخلوقات سے زیادہ ہے بھائی کی سی نہیں۔ جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اعتقادی اور علمی تعظیم صرف ٹپے بھائی کی سی قبلہ کے وہ مسلمان نہیں کافر ہے۔

بریلوی خیانت :

(۱) مولانا اسماعیل شہید نے اس بات کے ثبوت کے لیے حدیث پیش کی تھی (دیکھئے تقویۃ الایمان

ص) بریلوی معترض نے اسے ذکر نہیں کیا تا کہ بات کھل نہ جائے کہ یہ تو ایک حدیث کا بیان تھا۔

(۲) تعظیم سے یہاں مراد بذی تعظیم تھی نہ کہ مطلق تعظیم۔ معترض اس عبارت کو یہاں اس طرح پیش کر گئے گویا مولانا اسماعیل شہید حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مطلق تعظیم بڑے بھائی کی سی تبار ہے ہیں (معاذ اللہ) حالانکہ یہ عقیدہ کسی سلطان کا نہیں ہو سکتا۔

معترض مولانا اسماعیل شہید کی یہ عبارتیں بھی لکھ دیتا تو کوئی شخص مغالطے کا شکار نہ ہوتا اور ہر کسی کو پتہ چل جاتا کہ مولانا اسماعیل ہرگز یہ عقیدہ نہیں رکھتے کہ حضور کا درجہ بڑے بھائی کا سا ہے (معاذ اللہ) مولانا اسماعیل شہید کی تصریحات دیکھئے :

”کلام اللہ شریف کا اتنا ادب کہ اس کو بے وضو ہاتھ نہ لگائے نماز اور زکوٰۃ اور روزہ اور حج اور جہاد اور باقی شعار اسلامیہ کی عظمت کا اعتقاد بھی اسی طرح کو ہے اور مطلقاً شرع شریف اور کعبہ اور انبیاء اور رسولوں کی تعظیم بھی اسی قسم سے ہے۔“

اس میں رسولوں کی اعتقاد ہی تعظیم بڑے بھائی کی سی نہیں، بہت اونچی بتلائی ہے، ایک اور مقام پر لکھتے ہیں :

”بشر کے حق میں رسالت سے بڑا کوئی مرتبہ نہیں اور سارے مراتب اس

سے نیچے ہیں مگر آدمی رسول ہو کر بھی آدمی ہی رہتا ہے۔“

سب انبیاء و اولیاء کے سرور پر بغیر خدا صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور لوگوں نے ان کے بڑے بڑے معجزے دیکھے، انہی سے سب اسرار کی باتیں سیکھیں اور سب بزرگوں کو انہی کی پیروی سے بزرگی حاصل ہوئی تھی

لے مراد تعظیم ص ۱۵۸ لے تقویۃ الایمان ص ۱۵۸ لے تقویۃ الایمان ص ۱۵۸

ان عبارتوں میں تصریح ہے کہ مولانا کے عقیدے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا درجہ بڑے بھائی کا سا نہیں سب سے بڑا ہے۔

(۱۲) حضور صلی اللہ علیہ وسلم مرکز شہی میں مل گئے ہیں (معاذ اللہ) علمائے دیوبند کی عبارات کی سرخی قائم کر کے اس عبارت کو علمائے دیوبند کے نام پر پیش کرنا بریلوی خیانت کا بڑا قبیح نمونہ ہے اور مولانا اسماعیل شہید پر اقتدار اور ہتھکنڈ ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے پوچھا تم میری قبر کے پاس سے گزرو تو کیا تم اسے سجدہ کر گئے؟ صحابہ نے کہا نہیں، آپ نے فرمایا تو پھر مجھ زندہ کو بھی سجدہ نہ کرو، سجدہ کے لائق وہی ہے جس پر موت کہی نہ آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بات جو حدیث میں موجود تھی ہرگز قابل اعتراض نہ تھی مگر افسوس کہ بریلوی معترض نے تقویۃ الایمان سے یہ حدیث نقل نہ کی اور لوگوں کو مغالطے میں ڈال دیا۔

بریلوی خیانت :

مٹی میں ملنے سے بدن کا ریزہ ریزہ ہونا مراد لے لیا حالانکہ مولانا اسماعیل شہید کی مراد یہ نہ تھی مٹی میں ملنے سے مراد قبر میں دفن ہونا ہے۔ ابدان انبیاء قبروں میں محفوظ ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا کہ وہ قبروں کے ہوں کو کھائے۔

مٹی میں ملنا دفن کرنے کو کہتے ہیں (دیکھئے علمی اردو لغت ص ۱۳۴) پس مٹی میں ملنا دفن ہونے کو کہیں کے نہیں لڑت ہو کر مٹی میں ملنے والا ہوں، اس کے معنی یہ ہوں گے، میں ایک دن قبر میں دفن ہونے والا ہوں، ظاہر ہے کہ اس میں کوئی بُرائی نہیں، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں :

”مٹی میں ملنے کے دو معنی ہیں (۱) ایک یہ کہ مٹی ہو کر مٹی زمین کے ساتھ غلط

ہو جائے جیسا سب اشیاء زمین میں پڑ کر خاک ہو کر زمین ہی بن جاتی ہیں (۲) دوسرے

مٹی سے ملاتی و متصل ہو جانا۔ تو یہاں مراد دوسرے معنی ہیں اور جسد انبیاء علیہم السلام

کا خاک نہ ہونے کے مولانا مرحوم بھی قابل ہیں۔ لے

(۱۳) اللہ کو ماننے اور اس کے سوا کسی کو نہ ماننے لے

یہاں ماننے کا لفظ خدا ماننے کے معنی میں استعمال کیا گیا ہے، پہلے یہ آیت مذکور ہے۔ وما ارسلنا من قبلك من رسول الا نوحي اليه انه لا اله الا انا فاعبدون (ترجمہ، از مولانا اسماعیل شہید) اور نہیں بھیجا ہم نے تجھ سے پہلے کوئی رسول مگر اس کو یہی حکم بھیجا کہ بات یوں ہے کہ کوئی ماننے کے لائق نہیں سوائے میرے ہو سزا کی کرو میری۔ لے

اس کے بعد مولانا شہید نے وہ بات کہی ہے جو بریلوی مقرر نے پیش کی ہے مولانا لکھتے ہیں "یعنی جتنے پیغمبر آئے سوائے اللہ کی طرف سے یہی حکم لائے کہ اللہ کو ماننے اور اس کے سوا کسی کو نہ ماننے۔"

یہ حکم نہ اودھنی کا بیان ہے مولانا اسماعیل شہید کا اپنا بیان نہیں اور ماننے سے مراد اللہ اور معبود ماننا ہے اور ظاہر ہے کہ بندہ کو چاہیے خدا کے سوا کسی کو اللہ اور معبود نہ مانے اور یہ بات برحق ہے۔

بریلوی خیانت :

بریلوی مقرر نے سابق و سابق کو یکسر چھوڑتے ہوئے عبارت اس انداز میں پیش کی ہے گویا مولانا اسماعیل شہید یہاں پیغمبروں کو پیغمبر ماننے کی نفی کر رہے ہیں حالانکہ بات صرف اتنی تھی کہ بندہ خدا کے سوا کسی کو اللہ اور معبود نہ مانے اور یہ واقعی برحق بات تھی۔ یہ نہیں کہ پیغمبروں کو پیغمبر نہ مانے اور ولیوں کو ولی نہ جانے (معاذ اللہ) علماء دیوبند پیغمبروں کو پیغمبر مانتے ہیں اور صحابہ کو اپنا پیشوا جانتے ہیں۔

(۱۴) حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی کسی چیز کے مالک و مختار نہیں (معاذ اللہ)

یہاں خدائی اختیارات اور خدائی طاقتوں کی نفی ہے یہ مراد نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی اپنے گھر بار کے بھی مالک نہ تھے اور مسلمانوں کے امور میں کسی فیصلے یا عمل کا اختیار نہ رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حکمت الاسباب پر اختیار دیلے ہیں ان کی یہاں نفی مراد نہیں، ہاں آپ، فوق الاسباب اسباب

لے تقویۃ الایمان ص ۱۳۱ تہ تقویۃ الایمان ص ۱۳۱

مادی سے بالا رکھ کر کسی چیز کے مالک و مختار نہ تھے، خدائی اختیارات اور تصرفات میں نہ کوئی فرشتہ اس کا شریک ہے نہ کوئی پیغمبر اور ولی۔ وہ وحدہ لا شریک ذات ہے اور شرک سے ہر طرح پاک ہے۔ گوارہ کے پیر مر علی شاہ صاحب نے فرمایا :

"رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے چچا ابوطالب کے واسطے ہی چاہتے تھے کہ وہ اسلام لادیں اور طور میں ایسا نہ آیا، جس سے صاف پایا جاتا ہے کہ جب نبی کو کالی اختیار نہیں تو دلی کو کس طرح ہو یہ تب ہو کہ نعوذ باللہ نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ اپنے کسی نبی یا ولی کو سب اختیار دے کہ آپ معطل ہو بیٹھے اور یہ بالکل بخل و خلاف عقیدہ اسلام ہے لے

اس عبارت سے کیا یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ خدائی اختیارات میں سے حضور اور حضرت علیؑ کسی چیز کے مالک و مختار نہ تھے یہی بات اگر مولانا اسماعیل شہید نے کہہ دی تو کیا برا کیا؟ (۱۵) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا (تقویۃ الایمان)

اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ خدائی طاقتوں میں کوئی اس کا شریک نہیں جس طرح وہ چاہے کرے، ہر حال اس کی نیابت کے تحت ہے، جس کے چاہ نہیں سکتے جب تک خدا نہ چاہے، قرآن کریم میں ہے۔ وما لک ان یثا، اللہ رب العالمین۔

۱۔ تم نہیں چاہ سکتے مگر یہ کہ چاہے اللہ سب جہانوں کا پالنے والا ہے (پتہ انکویر) حضور صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تھے کہ میرا چچا مسلمان ہو جائے مگر خدا تعالیٰ نے فرمایا : انک لا تقدری من احببت (پتہ)

بیشک آپ راہ پر نہیں لاسکتے جسے چاہیں پر اللہ راہ پر لائے جسے چاہے۔

۲۔ کثرت القیامات ص ۱۱۱۔ ہر شے نافر ہے کہ بریلوی نے نئے ایڈیشن میں اس عبارت کو اڑا دیا ہے۔ جناب ہر علیؑ اور صاحب کی تعلیمات کو سب کرنے کی بریلوی کو شش بہت لائق افسوس ہے۔

(۱۶) محض بے انصافی ہے کہ ایسے بڑے شخص کا مرتبہ ایسے ناکارہ لوگوں کو ثابت کیجئے :

یہاں ناکارہ لوگوں سے مراد مافوق الاسباب نفع یا نقصان پہنچانے سے عاجز لوگ ہیں، اس وقت کے محاورے میں ناکارہ کا لفظ کسی عیب کا آئینہ دار نہ تھا، اس سے مراد محض عجز تھا کہ بغیر اسباب کے کسی کا نفع یا نقصان صرف خدا کے قبضے میں ہے باقی سب عاجز ہیں، خدا جو چاہے کرے۔ اس باب میں سب مخلوقات عاجز اور ناکارہ ہے، کوئی کسی کو اسباب سے بالا ہو کر نفع یا نقصان نہیں دے سکتا۔

بریلوی خیانت :

دیکھئے کہ اس تشریح کے بغیر اپنی طرف سے یہ عبارت لکھ ڈالی اور رسولوں کا لفظ اپنی طرف سے بڑھالیا۔ حالانکہ یہ لفظ ہرگز لکھا نہ تھا۔ بریلوی خیانت دیکھئے۔ انبیاء رسل ملائکہ اور اولیاء اللہ سب ناکارہ ہیں (نعوذ باللہ) اور اس پر بڑی سرخی یہ قائم کی علامتے دیوبند کی عبارت۔ یہ جھوٹ اور خیانت کی ہے۔ یہ عبارت ہرگز علامتے دیوبند کی نہیں اور آگے جو عبارت دی گئی ہے اس میں رسولوں اور فرشتوں کا ذکر نہیں تھا۔ معترض نے یہ الفاظ اپنی طرف سے بڑھالیے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن عباسؓ کو ایک دفعہ نصیحت فرمائی کہ اگر ساری امت بھی جمع ہو جائے کہ تجھے کسی بات میں نفع دے سکیں، وہ تجھے نفع نہ دے سکیں گے مگر وہی چیز جو اللہ تعالیٰ نے تجھ سے لے لکھ دی ہے، حضور کے الفاظ یہ تھے :

ان الامۃ لو اجتمع علی ان ینفعلوا بشئ لم ینفعلوا الا بشئ قد کتب اللہ لک

سیدنا امیر علی قاریؒ نے مرقاۃ میں یہاں امت کی تشریح میں انبیاء و اولیاء کے الفاظ بھی ذکر فرمائے ہیں

مولانا اسماعیل شہیدؒ نے توند کورہ عبارت میں رسولوں اور فرشتوں کا ذکر نہیں کیا لیکن امیر علی قاریؒ

نے اس سے ملتے جلتے مضمون میں انبیاء و اولیاء کا ذکر کر دیا ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ امیر علی قاریؒ نے کوئی بے ادبی نہیں کی۔

۱۷۔ جان لینا چاہیے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا اللہ کی شان کے آگے چار سے بھی ذیل ہے۔

اس خط کشیدہ عبارت میں اک عام بات کہی گئی تھی کہ بادشاہ ہو یا فقیر میری یا غریب سب اللہ کی شان کے آگے اس سے زیادہ کمزور ہیں جتنا کوئی چمڑے کا کام کرنے والا مزدور اپنے آقا کے سامنے ہو سکتا ہے کہ میں دولوں انسان۔ لیکن اللہ کے آگے کوئی دم نہیں مار سکتا۔ اس کے ساتھ کوئی کسی بات میں شریک نہیں۔ پس ہر چھوٹا بڑا خدا کے سامنے اس سے زیادہ عاجز اور کمزور ہے، جتنا کرنی چھوٹے سے چھوٹا مزدور اپنے آقا کے سامنے ہو سکتا ہے۔

بریلوی خیانت :

مندرجہ بالا خط کشیدہ عبارت میں انبیاء و اولیاء کا لفظ کہیں نہ تھا۔ بریلوی معترض نے یہ لفظ اپنی طرف سے لڑھا دیتے ہیں اور یہ عبارت رسولوں بنا دی ہے۔

انبیاء و اولیاء کی شان اللہ کی شان کے آگے چھوٹے چار سے بھی ذیل ہے۔ (معاذ اللہ) پھر اس کے ساتھ بریلویوں کی دوسری خیانت دیکھئے :

یہاں ذیل کمزور کے معنی میں تھا جیسا کہ قرآن کریم میں صحابہ کو آید فرمایا (پ ۳ آل عمران) اولیاء کی ہیں۔ مراد یہ ہے کہ تم بدر کے دن کمزور تھے۔ اللہ نے تمہاری مدد کی۔ بریلوی معترض نے یہاں اس واقعے کی ان الفاظ ذیل کو اس کے اصل عربی مفہوم سے جدا کر کے اس معنی میں محدود کرنے کی کوشش کی ہے اور میں غیر علمی مباحث میں لیے جاتے ہیں۔ علمی مباحث میں اس کے عربی مفہوم کو ترک نہیں کیا جاسکتا۔ مولانا اسماعیل شہید کے دور میں اردو اپنی ابتدائی منزل میں تھے علمی حیثیت سے ان الفاظ کا قرآنی استعمال بلند پایہ علامتے بیید نہ تھا تاہم یہ بات یاد رہے کہ یہاں انبیاء و رسل کی وصفا ہرگز نہ تھی۔ یہ بریلویوں نے اپنی طرف سے بنالی ہے۔

۱۸۔ سب انبیاء و اولیاء اس کے دوبرہ اک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں :

اس عبارت کا مطلب اس کے سوا کیا ہو سکتا ہے کہ ہمارے سامنے اک ذرہ ناچیز کی جوبھی

حقیقت ہے پھر بھی اس ذمہ ناپچیز اور ہم میں ایک اشتراک ہے کہ مخلوق ہونے میں دونوں برابر ہیں۔ خدا کے ساتھ انبیاء کرام اور اولیاء عظام کا اتنا اشتراک بھی نہیں جتنا ہم میں اور ذمہ ناپچیز میں پایا جاتا ہے۔ کم از کم اتنا تو ہے ہی کہ ہم دونوں مادی وجود رکھتے ہیں۔ انبیاء و اولیاء کی شان بڑی ہے، لیکن ان میں سے کسی کو اللہ کے ساتھ کسی بات میں اشتراک نہیں۔

اسی تقویۃ الایمان میں مندرجہ ذیل یہ عبارت بھی تھی۔ بریلوی معترض اس کی روشنی میں اس کی اس عبارت کو پیش کرتے تو اسے اعتراض کرنے کی کبھی زحمت گوارا نہ کرتی پڑتی۔
یہ مغبروں کی شان تو بڑی ہے ان کے خبر دینے سے کیوں کہ یقین آوے۔

یہ عبارت بتا رہی ہے کہ حضرت مولانا اسماعیل شہید اپنے مقابلہ میں انبیاء و اولیاء کو ذمہ ناپچیز ہرگز نہیں کہہ رہے۔ ان کے عقیدے میں یہ مغبروں کی واقعی بہت بڑی شان ہے۔

۱۹۔ طاغوت کے کئی معنی کیے جکتے ہیں۔ جس سے یہ معنی کیے۔ اللہ کے سوا جس کی بھی جہاد کی گئی اس پر یہ لفظ آسکتا ہے۔ اس نے کہا ہر میری عبادت کرو۔ جیسے فرعون نے کہا تمہارا بوجھ عیسیٰ علیہ السلام نے کبھی نہ کہا تھا کہ میری عبادت کرو۔ اب اس معنی کی رو سے کئی مقدس بتیں بھی اس ٹائٹل کے تحت آجائیں گی۔ اس معنی کی رو سے طاغوت میں برائی نہیں، برائی لوگوں کے عمل میں ہوگی جو انہیں خدا کے ساتھ شریک ٹھہرا رہے ہیں اور اگر طاغوت کے معنی شیطان کے لیے عبادیں پھر یہ لفظ انبیاء و مرسلین کے لیے ہرگز نہ آسکے گا۔ پاک باز ہستیوں میں سے جن جن کو لوگوں نے معبود ٹھہرایا ان کے اس شرک میں ان پاک باز ہستیوں کا ہرگز کوئی دخل نہ تھا۔

اس تفصیل کے مطابق ایک معنی کی رو سے یہ لفظ ان پر آسکے گا اور ایک معنی کی رو سے نہیں۔ اگر کسی نے ان پاک ہستیوں کو مطلقاً طاغوت کہا تو یہ درست نہیں اور اگر کسی نے اس کے مذکورہ بالا معنی کو

انہوں کو کہ ان حضرات پر طاغوت کا لفظ بولا تو یہ اس کی اپنی اصطلاح کے مطابق ہوگا اس معنی میں نہیں کہ ہم طاغوت سے شیطان مراد لیتے ہیں ہر شخص کو اپنی اصطلاح میں بات کرنے کا حق ہے اس میں کفر کا کوئی پہلو ہے؟ تفسیر ابن جریر میں یہ معنی بھی ملتے ہیں:

الانسانا کان ذالک المعبود او شیطانا او وثنا او صنما او کاننا ما کان من شیئ لہ
ماکان کے عموم کے تحت یہ بات چلتی ہے کہی جا چکی ہے گو یہ ہزار مختار نہیں۔

۲۰۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے صاف کہا تھا کہ یہ بت ان کے بڑے سے بڑے توڑ سے ہیں۔ ان

سے رو چھو لو اگر یہ جواب دے سکیں۔ یہ صریح جھوٹ حقیقی جھوٹ نہ تھا۔ صریح اور حقیقی میں فرق ہے۔ عام سطح پر یہ کھلا جھوٹ ہے اور اسی پہلو سے اس پر حدیث میں جھوٹ کا لفظ وارد ہے، لیکن یہ حقیقی جھوٹ نہ تھا اس میں تو یہ تھا بات چھپی تھی۔

پس اگر کسی عالم نے یہ کہہ دیا کہ خبر دو دو صریح بھی کئی طرح پر ہوتا ہے اور اس نے ایک قسم کا بھی مراد کی جگہ اور عیب دہنی اور حقیقی جھوٹ کو عبث بتلایا تو اس میں کیا اعتراض ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے نبائی کو چھوڑنے کے باوجود چھوٹھرا یا تو اس میں حقیقی چھوڑ مراد تھی۔ بریلوی حیانت دیکھتے کہ کھلے جھوٹ کو حقیقی جھوٹ بتا کر کئی یہ مغبروں کو اس میں ملوث کر دیا۔ (معاذ اللہ)

۲۱۔ بریلوی معترض نے اعتراض کیا ہے:

انتی عمل سے بنی سے بھی بڑھ سکتا ہے (معاذ اللہ) عبارت یہ ہے ... الم تمخیر لئاس

بریلوی حیانت

اصل عبارت میں بظاہر کا لفظ موجود تھا۔ جس سے مراد یہ ہے کہ کئی دفعہ انتی عمل میں ظاہری

طور پر نبی سے بڑھ جاتے ہیں لیکن حقیقی طور پر عمل میں بھی کوئی نبی سے بڑھ کر نہیں۔ بریلوی معترض نے اپنے لفظوں میں عبارت لکھتے ہوئے بظاہر کا لفظ اڑا دیا ہے۔ یہ بریلویوں کی روایتی خیانت ہے۔ حضرت عثمان صدقہ و خیرات کرنے میں ظاہری طور پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدار صدقہ و

خیرات سے بڑھے دکھائی دیتے تھے، لیکن یہ صرف مقدار کی ظاہری صورت تھی۔ حقیقت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی بڑھے ہوئے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پنجگانہ فرض نمازیں ہر بارہ برس کے قریب پڑھیں اور حضرت علی المرتضیٰ نے یہ فرض نمازیں پچیس سال پڑھیں۔ بظاہر حضرت علیؑ عمل میں آگے گئے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک نماز سب اشرف امت کی نماز پر فائق تھی۔ اور کوئی امتی علم و عمل میں حقیقی طور پر نبی سے کبھی نہیں بڑھ سکتا۔ نبی کا ہر لمحہ عبادت اللہ کی حضوری سے مالا مال ہے۔

بریلویوں نے اپنے سابق بغض کے باعث اس عبارت میں تحریف کی ہے اور بات بنانے کے لیے بظاہر کی قید جو احترازی تھی اسے اڑا دیا۔

۲۲۔ جیسا ہر قوم کا چودھری اور گاؤں کا زمیندار سوا انہی معنوں کو ہر پیغمبر اپنی امت کا سردار ہے۔ (تقویۃ الایمان ص ۷)

بریلوی خیانت:

بریلوی معترض نے یہاں بھی خیانت کی ہے اس کے بعد کی یہ عبارت نقل نہیں کی۔ سوا اسی طرح سے ہمارے پیغمبر سارے جہان کے سوار ہیں کہ اللہ کے نزدیک ان کا مرتبہ سب سے بڑا ہے اور اللہ کے احکام پر سب سے زیادہ قائم ہیں اور لوگ اللہ کی راہ دیکھنے میں ان کے محتاج ہیں۔

۱۔ تقویۃ الایمان ص ۶

یہ عبارت ساتھ نقل کر دی جاتی تو مولانا اسماعیل شہید کا عقیدہ صحیح طور پر لوگوں کے سامنے آ جاتا۔ گاؤں کے چودھری صرف اپنے اپنے علاقے کے سردار ہوتے ہیں۔ پیغمبر نبی رہنمائی کے علاوہ اپنی اپنی امت کے دنیوی امور میں بھی سربراہ اور سردار تھے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تو مولانا اسماعیل شہید کے عقیدے میں سارے جہان کے سردار تھے۔

۲۳۔ علامہ نے دیوبند کی عبارات کے عنوان سے مندرجہ ذیل عبارت پیش کرنا دھوکا اور فریب کا صحابہ کرامؓ سے لے کر آج تک کے تمام مسلمان کا فرد مرتد اور ابو جہل کی طرح مشرک ہیں۔

یہ خط کشیدہ عبارت مولانا اسماعیل شہید کی کتاب تقویۃ الایمان میں کہیں نہیں۔ بریلویوں نے یہاں کو خیانت کی انتہا کر دی ہے۔ اگلی پیش کردہ عبارت میں بھی یہ کہیں نہیں کہ صحابہ کرام کے بارے میں یہ لفظ لکھے جا رہے ہیں۔

۲۴۔ بریلوی معترض کا تقویۃ الایمان کے خلاف سرمایہ ختم ہوتا نظر آ رہا ہے۔ یہ اعتراض ہمارے اعتراض ہے یا چالیس نمبر پر سے کرنے میں ایک عدد کا اضافہ ہے، اور اس اعتراض کی کوئی حقیقت نہیں جو کام خدائی صفات سے وابستہ ہیں ان کے سرانجام دینے کی طاقت اس نے کسی کو نہیں دی۔ زندگیوں کو خدا کے ماتحت خدائی کاموں میں شریک بنانا ہرگز درست نہیں۔

۲۵۔ روافض کے متعلق مولوی احمد رضا خان صاحب کا فتویٰ ہے کہ وہ کافر و مرتد ہیں۔ اب ان کے ساتھ تلبیس پیدا کرنا اودان کے خاص مذہبی اعمال میں ان کی ہمنوائی کرنا حرام نہیں تو کون سا اسلام ہے ان لوگوں کے وہ اعمال و رسوم جو فرقہ دارانہ شعار کے طور پر قائم ہیں اور بعض سنی انہیں اپنا کر اپنے عوام کو غیور غلامانہ کے قریب کر دیتے ہیں تو اگر مصلحت ان سے کلی اجتناب لازم قرار دیا جائے تو معلوم نہیں اس میں بریلویوں کو کیا اعتراض ہو سکتا ہے؟

۲۶۔ کسی نیک عمل کو کسی ایسے وقت یا عدد سے خاص کر لینا جو شریعت نے نہیں کیا ہرگز درست نہیں تھا۔ یہ شریعت کا حق ہے کہ کسی عمل کو کسی وقت سے خاص کرے۔ اب کوئی شخص کوئی

عمل وقت کی تخصیص سے عمل میں لائے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت اور راشدین کے طریقے میں نہیں ملتا تو اگر اسے نادرست دیکھیں تو کیا فرض اور واجب کہیں؟ اہل سنت تو وہی لوگ ہو سکتے ہیں جن کا ہر دینی کام صحابہ کرام کے طریق سے سند رکھتا ہو۔ شریعت نے جس کام کو کسی وقت اور طریقے سے خاص نہیں کیا عام رکھا ہے۔ اسے کسی خاص وقت سے مخصوص کر دینا اور کسی خاص انداز میں عمل میں لانا اگر شریعت میں اضافہ کرنا نہیں تو اور کیا ہے۔

۲۷۔ ۷۵ عرس ہی کیا جس میں صرف قرآن مجید پڑھا جاتا ہو۔ قرآن شریف پڑھنے کو تلاوت یا قرأت کہتے ہیں عرس نہیں کہتے۔ عرس انہیں اٹال کے مجوسے کا نام ہے جو آج کل عرسوں میں ہوتے ہیں۔ یہ عرس ہر قسم کی بدعات پر مشتمل ہوتے اور اہل حق ہمیشہ ان سے بچتے آئے ہیں۔

وقت کی پابندی جو شریعت نے نہیں لگائی ذکر میلاد کے لیے ۱۲ ربیع الاول کی تخصیص اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے ایصالِ ثواب کے لیے گیارہ ماہ قمری کی تخصیص یہ وہ امور ہیں جن کی اصل ہم شریعت میں نہیں پاتے۔ فتاویٰ رشیدیہ میں اگر اسے نادرست ٹھہرایا ہے تو اس سے کسی آیت یا حدیث کا خلاف نہیں ہوا۔

۲۸۔ ایصالِ ثواب کے لیے کھانے کو سامنے رکھ کر قرآن پڑھنا اور دونوں عملوں کو جوڑ کر ان کا ایصالِ ثواب کرنا نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں تھا نہ راشدین نے ایسا کیا اور نہ صحابہؓ سے اس کا کوئی ثبوت ملتا ہے۔ مساکین کو کھانا کھلانے سے پہلے صدقہ و خیرات کا عمل وجود میں ہی نہیں آتا کہ اس کا ایصالِ ثواب عمل میں لایا جائے اور اس کے لیے دعا کی جائے۔ جب صدقہ و خیرات عمل میں آجائے تو پھر اس کا ایصالِ ثواب ہو سکتا ہے اس کے بغیر یہ عمل سامانِ دعوت تو ہو سکتا ہے ایصالِ ثواب نہیں۔ حضرت مولانا گنگوہیؒ نے اس پر اگر یہ لکھ دیا کہ ایسا نہ کرنا چاہیے تو اس میں کیا غلطی کی جو عمل حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے بھی کبھی نہ کیا ہو اسے ان کے نام پر کرنا ایک مذاق نہیں تو اور کیا ہے؟ مولوی احمد رضا خان صاحب خود تسلیم کرتے ہیں کہ فاتحہ کے وقت کھانے کا سامنے ہونا

ایک بیکار بات ہے۔ آپ لکھتے ہیں:

”وقت فاتحہ کھانے کے قاری کے پیش نظر ہونا اگرچہ بیکار بات ہے مگر اس کے سبب سے وصولِ ثواب یا جواز فاتحہ میں کچھ خلل نہیں ہے۔“

اور یہ بھی لکھتے ہیں:

”اُن اگر کسی شخص کا یہ اعتقاد ہے کہ جب تک کھانا سامنے نہ کیا جائے گا ثواب نہ پہنچے گا تو یہ گمان اس کا محض غلط ہے۔“

پھر ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ ایصالِ ثواب کے کھانے کے گرد بیوی مولوی باوجود محتاج اور مسکین نہ ہونے کے اس طرح دھڑا مار کر بیٹھتے ہیں کہ بغیر ڈالار آنے کے اٹھتے ہی نہیں۔ حالانکہ ایصالِ ثواب کا یہ کھانا ان کے بیٹے مولوی احمد رضا خان صاحب کے فتوے کی بناء سے بھی ناجائز تھا۔ مولوی صاحب لکھتے ہیں:

”جو کچھ تقسیم کیا جائے محتاجوں کو دیا جائے کہ یہ بھی ثواب کی بات ہے۔ غنی لوگ اس میں سے نہیں۔“

پھر ایک دوسری جگہ لکھتے ہیں:

”ترہ کا کھانا صرف فقراء کے لیے ہے۔ عام دعوت کے طور پر جو کرتے ہیں یہ منع ہے غنی نہ کھاتے۔“

پھر احتیاط کے مخصوص دنوں میں جیسے تیسرا دسواں چالیسواں وغیرہ یہ عمل کیا جائے تو زیادہ ثواب ہے اور اطمینان کی بات ہے اور یہی لائقِ خدمت ہے۔ مولانا احمد رضا خان صاحب بھی لکھتے ہیں:

”اگر یہ سمجھتا ہے کہ ثواب تیسرے دن پہنچتا ہے یا اس دن زیادہ پہنچے گا اور روزِ کم تو یہ عقیدہ بھی اس کا غلط ہے۔ اسی طرح چنوں کی بھی ضرورت نہیں ہے۔“

الحمد للہ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بحث نکال دی ہے۔ (مقامی وضو جلد ۱ ص ۱۵۳) احکام شریعت ص ۱۵۳ الحجۃ الفاعکہ ص ۱۳۔

بریلوی مولوی ایصال ثواب کا کھانا خود نہ کھائیں تو آج بھی بہت سے اختلافات ختم ہو سکتے ہیں۔

(۲۹) حضرت پیران پیر کو ایصال ثواب کرنے پر اعتراض نہیں۔ تاریخ کی بلاد جو پابندی اور شریکہ عقیدہ کہ اگر گیارہویں نہ دیں گے تو پیران پر بھینس کا دودھ روک دیں گے۔ یہ شریکہ عقائد بے شک لائق اعتراض ہیں۔ جن عوام کو ان دہات میں بزور جکڑا گیا ہو اور وہ اسے فرض سے بھی زیادہ فرض سمجھیں تو ان کی اصلاح سوائے اس کے ممکن نہیں کہ انہیں یکسر اس سے روکا جائے۔ یہ ایصال ثواب آخر فرض تو نہیں۔ کہ اس کے لیے اسلام کے بنیادی عقائد تک کو خطرے میں ڈال دیا جائے۔

حضرت پیران پیر کو آپ بیشک ایصال ثواب کریں یہ نیکی ہے اور اس میں اجر اور ثواب ہے۔ لیکن شریکہ عقیدے، تاریخ کی غلط پابندی اور یہ کہ عمری بول مکینوں اور یموں کا حق مولوی صاحبان کھا جائیں ان امور سے بچنا ضروری ہے۔ جو کھانا ایصال ثواب کے لیے کھلانا ہو وہ صرف فقرا و مساکین کو کھلانا چاہیے۔ وہ مولوی اور امام جو اپنی مالی حیثیت میں مستحق صدقات نہیں انہیں نہ کھلانا چاہیے۔ ۳۰۔ ہندو غیر مسلم میں حلال و حرام کے احکام صرف مسلمانوں کے لیے ہیں۔ کوئی غیر مسلم مردار گوشت کھالے تو یہ نہیں کہتے کہ حرام کھا رہا ہے۔ اس طرح سودا پلید اس غیر مسلم کا اپنا مال ہے۔

جس کے ہاتھ میں ہے وہی اس کا مالک ہے۔ ہندو اپنے پیسے سے اگر کہیں رفاہ عام کی کوئی چیز بناوے جس سے سب وار و صا در فائدہ اٹھا سکیں تو اس سے مخالفت کی ہمارے پاس کوئی دلیل نہیں جن کے ہاں اس کی مخالفت ہو انہیں چاہیے کہ اس پر دلیل لائیں۔ اعتراض برائے اعتراض کا کچھ مطلب نہیں۔ ۳۱۔ ہندوؤں کے تموار ہولی دیوالی کی پوریاں اور کھانا اگر ناپاک نہ ہو تو اس میں کیا اعتراض ہے؟ فتاویٰ رشیدیہ میں جائز لکھا ہے تو مولوی احمد رضا خان صاحب کا فتویٰ ملاحظہ فرمائیے جیسا

عرض: کافر جو ہولی دیوالی میں مٹھائی وغیرہ بانٹتے ہیں مسلمانوں کو لینا جائز ہے یا نہیں؟
ارشاد: اس روز نہ لے ہاں اگر دوسرے روز دے تو لے لے۔

۳۲۔ چوہڑے چار کے گھر کی روٹی میں حرج نہیں اگر پاک ہو۔ (فتاویٰ رشیدیہ)

معلوم نہیں اس میں اعتراض کا کونسا پہلو ہے۔ مولوی احمد رضا خان صاحب کے ہاں تو طوائف کے ہاں کی شیرینی بھی جائز تھی۔

مسئلہ طوائف جس کی آمدنی صرف حرام پر ہے اس کے یہاں میلاد شریف پڑھنا اور اس کی اسی حرام آمدنی کی منگائی جوئی شیرینی پڑھنا تو ناجائز ہے یا ناجائز؟

الجواب: اس مال کی شیرینی پڑھنا حرام ہے مگر جب کہ اس نے ال بدل کر مجلس کی جوادیوں کو جب کوئی کادیر کرنا چاہتے ہیں تو ایسا ہی کرتے ہیں اور اس کے لیے کسی شہادت کی حاجت نہیں..... مذہب مفتی برہنہ شیرینی حرام نہ ہوگی۔

۳۳۔ کو کھانا ثواب ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ)

کو سے کی قسمیں ہیں۔ غراب، خرچ، غراب، حقیقی، غراب، آبق۔ پہلی قسم سب کے نزدیک حلال ہے۔ دوسری مختلف فیہ اور تیسری قسم مالک کے سوا سب کے ہاں حرام ہے۔ بریلوی محض کو چاہیے تھا کہ ہر قسم کی مخصوص شکل و صورت واضح کرنا بتا دے کہ وہ کوا کس کس علت سے میں پایا جاتا ہے اور پھر بیان کرنا کہ حضرت مولانا رشید احمد نے کس کو سے کو حلال کھا ہے۔

اس کے علاوہ امام ابو حنیفہ کا فتویٰ بھی سامنے رہنا چاہیے تھا۔ عن ابی حنیفہ "انہ لا بأس باكله فهو الصحيح علی قیاس الدجاجة فانہ لا بأس باكلها لہ

یہ کو لسی قسم ہے جو امام ابو حنیفہ کے نزدیک حلال ہے۔ معترض اگر ان باتوں میں سے کوئی بات کھوتا اور اس پر دلیل پیش کرتا تو ہم بھی جواب میں وضاحت کرتے۔ مزید تفصیلی مظلوم ہو تو اس کے متعلق سامنے سے نامہ علماء کرام کے فتاویٰ رسالہ فصل الخطاب فی تحقیق مسئلۃ الغراب میں ملاحظہ فرمائیں۔ یہ

رسالہ ۶- بی شاداب کالونی حیدر نظامی روڈ لاہور سے مل سکتا ہے۔

۳۳: مولانا محمود حسن صاحب دیوبندی نے مرثیہ لکھا اس میں گنگوچی کو بانی اسلام کا ثانی کہا۔

یہ صحیح ہے کہ بانی اسلام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بلا فصل ثانی اور جانشین حضرت ابوبکر صدیق تھے، لیکن میاں حضرت گنگوچی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بلا فصل ثانی نہیں کیا گیا۔ مطلق ثانی کہا ہے اور ثانی اردو میں ہر شخص کو کہہ سکتے ہیں جو پہلے کے نقش پا پر ہو یا اسے دیکھ کر پہلے کی یاد تازہ ہوتی ہو۔ غالب کتاب سے

دی مر سے بھائی کو حق نے از سر نو زندگی میزا یوسف ہے غالب یوسف ثانی مجھے

ثانی سے مراد مرتبے میں دوسرا ہونا ضروری نہیں پیر و اور نقش قدم پر آنے والا بھی مراد ہو سکتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ حضرت ابوبکر کو کہا تھا۔ تیرا گمان ان دونوں کے بارے میں کیا ہے جی کا تیسرا خدا ہو۔ اب ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کو مرتبے میں تیسرا نہیں کہا جاسکتا۔ مطلق شمار کرنے میں آپ اسے تیسرا کہہ سکتے ہیں۔

ویسے تو کل علما کرام انبیاء علیہم السلام کے وارث اور ثانی ہیں، لیکن حضرت مولانا رشید گنگوچی ان معنوں میں بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد تھے کہ جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی غلط خبر مشہور ہونے پر مشرکین احد کے دن "اعل جبل" کہہ رہے تھے۔ حضرت گنگوچی کی وفات پر بھی مشرکین اسی طرح شاداں و طربانگ تھے۔

بریلوی معترض یہ سمجھتا ہو کہ یہ مقام صرف صدیق اکبر کا ہے اور کسی کو اس مقام پر فائز نہیں مانا جاسکتا تو اسے معلوم ہونا چاہیے کہ نورانی میاں کے والد مولوی عبدالعظیم صدیقی نے مولوی احمد رضا خاں صاحب کو کہا تھا۔

جیسا ہے شان صدیقی تھا صدق و شکوے کہوں کیونکر دلتی جب کہ خیر لا تقیارتہ ہو۔

سوانح اعلیٰ حضرت ص ۱۳۹

کیا یہ مولوی صاحب کو حضرت صدیق اکبر سے ملنے کی بے جا جارت نہیں ہے؟

۳۵- اعتراض: شیخ المذنب نے کہا تھا کہ مولانا رشید احمد گنگوچی کے کالے کالے غلام تھے

جاذبیت میں حضرت یوسف کے جانشین ہیں سے

قبولیت اسے کہتے ہیں مقبول ایسا ہوتے ہیں عبید سود کا ان کے لقب ہے یوسف ثانی

بریلوی معترض کے نزدیک اس شعر حضرت یوسف کی شان میں بے ادبی ہے۔

جواب: حضرت یوسف کا جانشین کہنے سے حضرت یوسف کی بے ادبی نہیں ہوتی لیکن اگر

کسی بزرگ یا ولی کو حضرت یوسف سے بڑھ کر مانا جائے تو اس میں بے شک حضرت یوسف کی بے ادبی ہے۔ جو ولی کو نبی پر مطلقاً فضیلت دے وہ زندقہ ہے۔ مولوی احمد رضا خاں نے حضرت پر صاحب کے بارے میں کہا تھا۔

روئے یوسف سے فزوں تر حسن دے شاہ پست آئندہ ہوا نہا ز دوسے آئندہ

حضرت شاہ صاحب حضرت یوسف سے بھی حُسن میں بڑھ گئے ان میں اور ان میں اتنا فرق ہے جتنا آئینے کی پشت اور آئینے کے چہرے میں ہوتا ہے۔ پشت آئندہ اس کے چہرے کی برابری کب کر سکتی ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام صرف پشت آئندہ کے درجے میں تھے اور میرے پر صاحب آئندہ کے چہرے کی طرح روشن ہیں۔ مولانا احمد رضا خاں کا یہ شعر یقیناً حضرت یوسف علیہ السلام کی شان میں بے ادبی ہے۔

۳۶- گنگوچی صاحب کو حضرت علی علیہ السلام سے بھی بڑھا دیا۔ (معاذ اللہ)

مردوں کو زندہ کیا زندہ کو مرنے نہ دیا اس سیحانی کو دیکھیں ذری ابن مسریم

یہاں حیات و موت سے مراد ہدایت و گمراہی اور ترقی و پستی ہے۔ ہدایت ہاجانا حقیقی زندگی

ہے اور گمراہ ہو جانا روحانی موت ہے۔ حضرت علی علیہ السلام کا احیاء موتی کا مجروح مردہ بدنوں میں زندگی کا

لوٹ آنا تھا۔ یہاں ان دو میں تقابل نہیں۔ ایک طرف ایک اسی اور ایک طرف ایک بنی ان میں مقابلہ کیسے؟ یہ

اسی طرح ہے جس طرح مولوی احمد رضا خاں کے بارے میں ان کے ایک معتقد نے کہا تھا سے

شفا بیمار پاتے ہیں طفیل حضرت عیسیٰ ہے زندہ کر ہمارے علم احمد رضا خاں کا

حضرت مولانا گنگوہی کی یہ شان کہ روحانی مردے زندہ ہو رہے تھے گمراہ ہدایت پادشہ تھے، اپنی ذات سے قائم نہ تھے کیونکہ یہ نسبت محمدی کا فیض تھا جو مولانا گنگوہی میں جھلک رہا تھا۔ حضور کی نسبت سے حضور کے غلاموں کو وہ شان سیمائی حاصل ہوئی کہ حضرت عیسیٰ بھی اسے دیکھیں تو منظور فرمایا ہیں کہ واقعی یہ بھی مردوں کو زندہ کرنا ہے۔ کسی کے طبی کمال پر یہ کہا جائے کہ جالینوس بھی اسے دیکھے تو ان سے اس سے مراد جالینوس کی توہین نہیں جالینوس سے سند منظور ہی پانا ہے۔

پس حضرت شیخ الہند کے اس شعر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بے ادبی کا کوئی پہلو نہیں ہاں دوسرے شعریں یہ فرق نمایاں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ذکر میں تو صرف بیماروں کا شفا پانا ذکر کیا اور احمد رضا خاں کے ذکر میں مردوں کو زندہ کرنے کی شان بتائی ہے۔ یہاں حضرت عیسیٰ سے سند منظور ہی لینے کی بات نہیں چل سکتی۔ کیونکہ مردوں کو زندہ کرنے کی تصدیق بیماروں کو تندرست کرنے والوں سے نہیں لی جاتی اس میں بے ادبی کا پہلو نمایاں ہے۔ بریلوی بے ادبی خود کرتے ہیں اور بے ادبی کا الزام دوسروں کو دیتے ہیں۔

حضرت گنگوہی کی مذکورہ فضیلت اپنی نہیں بلکہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض کا ایک پرتو تھا۔ امتی کی فضیلت یہی ہے کہ اسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت حاصل ہو جائے ہوا ہے شہ کا مصاحب پھر ہے اترانا وگرنہ شہر میں غالب کی آبرو کیا ہے

۳۷۔ صاحبہ کی بے ادبی کا الزام

صاحبہ کرام کو کل لاسوں اور اولیاء کرام اور مجتہدین عظام پر کلی فضیلت ہے۔ یہ برحق ہے کوئی شخص ان کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا، لیکن بعض بزرگوں کو بعض امور میں بعض صحابہ پر کسی بات میں جزوی

فضیلت حاصل ہو جاوے تو یہ بات شرع کے خلاف نہیں اس جزوی فضیلت کا ثبوت اسی حدیث میں موجود ہے جو شرط مستقیم کی بحث میں یہاں پیش کی گئی ہے اسے دیکھ لیجئے۔

بریلوی خیانت :

ہر مفلک مذکورہ میں اس بحث پر بریلویوں نے یہ عنوان چڑھایا ہے۔

تبلیغ دین اور نشر ہدایت کرنے والوں کو بعض صحابہ کرام پر فضیلت دے دی۔

یہ کس قدر اشتعال انگیز جھوٹ ہے۔ یہاں بعض بزرگوں کو بعض صحابہ پر مطلق فضیلت دینے کا دعویٰ کیا گیا ہے جو بالکل غلط ہے۔ غیر صحابی کو صحابی پر کلی فضیلت کہی نہیں ہو سکتی۔ یہاں صرف جزوی فضیلت کا بیان تھا اور اس کی تائید عبارت زیر بحث کے آخری الفاظ میں بھی موجود ہے۔

ان بزرگوں پر بھی صحابہ کی تعلیم واجب ہے۔ (صراط مستقیم ص ۶۸)

تفہیم چھوٹوں پر بڑوں کی لازم ہوتی ہے۔ جن کو اللہ نے بڑائی دی اس کی تفہیم واجب ہو گئی۔ پس صحابہ چارے بڑے ہیں اور کوئی بڑے سے بڑا دلی اور امام بھی ان پر مطلق فضیلت نہیں پاسکتا اور یہی عقیدہ مولانا اسماعیل شہید کا تھا۔

۳۸۔ حضرت سید صاحب کو خواب میں حضرت علی مرتضیٰ کے غسل دینے کا واقعہ۔

(۱) خواب کے واقعہ کو اپنی عبارت میں خواب کے ذکر کے بغیر پیش کرنا بریلوی خیانت کی انتہا ہے۔

(۲) بالغ دوسرے بالغ کو غسل دے۔ (جیسا کہ میت کے غسل میں یا بیمار و معذور کے غسل میں)

ہوتا ہے تو ستر پر دے میں ہوتا ہے غسل دینے والا اسے نہیں دیکھتا، بریلوی

معرض کا سید صاحب کے بارے میں لکھنا یہ بھی ننگا ہو گا۔ کس قدر بے حیائی کی سوچ ہے۔

(۳) پھر یہ بات ظاہر نہ کرنا کہ حضرت سید صاحب علیہ السلام اور حضرت فاطمہ الزہراء کی اولاد میں سے

ہے معرض کی منیت کا پتہ دیتا ہے۔ اگر باپ نے غسل دیا اور ماں نے کپڑے پہنائے تو اس میں اعتراض

کی کیا بات تھی۔

(۳۱) بریلوی معترض کا اپنی طرف سے یہ بات گھڑنا کہ پھر اس ننگے کو حضرت بی بی فاطمہ الزہرا نے اپنے ہاتھوں سے کپڑے پہنائے بریلویوں کی بے حیائی کی انتہا ہے۔

کوئی شخص کسی بالغ کو خواب میں غسل دے تو ضروری نہیں کہ خواب میں بھی وہ بالغ کی صورت میں ہی ہو۔ بہت ممکن ہے کہ وہ نابالغ بچے کی صورت میں اپنے باپ کے سامنے ہو یہ تصور کہ بالکل ننگا ہوگا اور ماں نے جب کپڑے پہنائے تو اس وقت بھی اس پر پردے کی چادر نہ ہوگی وہ ضرور ننگا ہی ہو گا۔ بریلوی معترض کے جھٹ باطنی کا پتہ دے رہے ہیں۔ کیا یہ ممکن نہیں کہ ہر دو حالتوں میں بیٹے کے سر پر کپڑا ہو یا عالم مثال میں وہ ایک نابالغ بچے کی صورت میں ہو۔ اپنی طرف سے بے حیائی کے مفروضے گھڑنا اور حضرت فاطمہ الزہرا کا نام نامی ذکر کر کے اس واقعہ کو نشاد تضحیک بنانا حضرت سیدہ کی شان میں کھلی گستاخی ہے۔

بریلوی معترض کو یہ بھی پتہ نہیں کہ سلسلہ نبوت ختم ہونے کے باوجود کمالات نبوت ختم نہیں ہو سکے۔ وہ حضور کی نبوت کے مرکز سے اس امت کے اولیاء کبار پر کئی دفعہ جلوہ ریز ہوئے ہیں۔

معترض کتاب ہے :

اس غسل سے اس مولوی میں کمالات طریقی نبوت جلوہ گر ہو گئے یعنی ایک طرح سے یہ نبی بن گئے معترض کا یہ کہنا اس کی جہالت کا پتہ دیتا ہے۔ اسے یہ پتہ نہیں کہ کمالات کا ملنا اور بات ہے اور نبی بن جانا اور بات ہے۔

۳۹۔ ہر ربیع الاول کو حضور کا میلاد (ولادت) قرار دینا۔

جو جاہل ہر ربیع الاول کو کہیں کہ آج حضور پیدا ہوئے اور یہ بات نہایت کہ آج حضور کا میلاد (ولادت) نہیں صرف ذکر میلاد ہے۔ میلاد (ولادت) آپ کا صرف ایک ہی دفعہ ہوا تھا تین کا یہ اعتقاد ہندوؤں کے اس عقیدے سے ملتا ہے کہ انسانوں کی اس دنیا میں آمد بار بار ہوتی ہے۔ (معاذ اللہ) ہندوؤں کا کرشن کنھیا کے بارے میں عقیدہ ہے کہ اس کی پیدائش بار بار ہوتی رہی ہے۔ اب جو جاہل مسلمان حضور کے بارے میں بھی یہی عقیدہ رکھیں کہ وہ ہر ربیع الاول کو پیدا ہوئے ہیں گویا ہمیں نظر نہیں

آتے لیکن آپ ہر ۱۲ ربیع الاول کو تشریف ضرور لاتے ہیں اور پھر ہر جگہ حاضر و ناظر ہو جاتے ہیں۔ ایسے جاہل عقیدہ نگار ولادت میں کیوں ہندوؤں کے قریب سمجھے نہ جائیں گے؟

حضرت مولانا گنگوہی نے اسی عقیدہ باطلہ کی تردید میں یہ الفاظ لکھے ہیں جنہیں معترض نے اچھا لایا ہے۔

آج ہر روز کوئی ولادت کرہوتی ہے پس یہ ہر روز اعادہ ولادت تو مثل ہنود کے ہے کہ سانگ کنھیا کی ولادت کا ہر سال کرتے ہیں۔

اس عبارت میں وجہ تشبیہ عقیدہ نگار ولادت ہے یہ ہرگز نہیں کہ حضور کی ولادت کا ذکر (معاذ اللہ) معاذ اللہ ہر اسے۔ ذکر ولادت کے بارے میں حضرت گنگوہی خود فرماتے ہیں۔

نفس ذکر ولادت کا کوئی منع نہیں کرتا۔

ایک دوسری جگہ لکھتے ہیں :

نفس ذکر ولادت فخر عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مندوب ہے مگر بہ سبب انضمام ان قبو کے یہ مجلس ممنوع ہو گئی ہے۔

حضرت مولانا خلیل احمد صاحب محدث سہارنپوری لکھتے ہیں :

وہ جملہ حالات جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذرا بھی علاقہ ہے ان کا ذکر ہمارے نزدیک نہایت پسندیدہ اور اعلیٰ درجہ کا مستحب ہے خواہ ذکر ولادت شریف ہو یا آپ کی نشست و برخاست اور بیداری و خواب کا تذکرہ ہو۔

ان عبارات سے پتہ چلتا ہے کہ علماء دیوبند کے نزدیک میلاد ہرگز ناجائز نہیں ہندوؤں کی طرح تکرار ولادت کا عقیدہ بے شک بڑا ہے۔

نماز میں سب مسلمان نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام اور درود شریف پڑھتے ہیں یعنی نماز میں سلام اور درود پڑھ کر پڑھتے ہیں اور شیعوں کی نماز میں سلام اور درود کھڑے ہو کر پڑھا جاتا ہے۔ "شیعہ نماز" چھپ چھپ عام ہستی ہے جو چاہے دیکھ لے ان کے ہاں سلام کھڑے ہو کر ہے اور شیعوں کے ہاں یہ بیٹھ کر پڑھتے ہیں۔

علماء دیوبند بچے اہل سنت و الجماعت ہیں اس لیے وہ بیٹھ کر درود و سلام پڑھتے ہیں۔ دیوبندی ہیں۔ ہر روز ساٹھ ہزار سے زیادہ دفعہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھا جاتا ہے۔

شیعہ مذہب کی بنیاد مخالفت صحابہ پر ہے اور صحابہ کرام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے قیام قیلمی ذکر کرتے تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسے کہہ سکتے ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف) شیعوں نے صحابہ کی مخالفت میں کھڑے ہو کر سلام پڑھنے کی راہ نکالی۔ جب حضور کے سامنے قیام قیلمی ناجائز تھا تو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ کیسے جائز ہو گیا؟ بیٹھ کر درود و سلام پڑھنا اگر نماز میں گستاخی اور بے ادبی نہیں تو نماز کے باہر بیٹھ کر درود و سلام پڑھنا کیسے بے ادبی اور گستاخی ہو گیا؟ کچھ تو سوچیں اور غور کریں۔

بریلوی نعت خواں کھڑے ہو کر سلام پڑھتے ہیں تو جہوم جہوم کر کھڑے ہیں عجیب شکل جاتے مجلس سے جو بے ادب جو..... جاہل یہ بھی نہیں جانتے کہ کھڑے ہونے کی حالت کو مجلس نہیں کہتے شیعوں کے مذہبی اجتماع کو مجلس کہا جاتا ہے۔ بریلوی جلسوں میں مذکورہ مصرع شیعہ مجالس سے آیا معلوم ہوتا ہے۔ نماز کی تین حالتیں (۱) دست بستہ قیام (۲) رکوع (۳) سجود صرف اللہ رب العزت کے لیے ہونی چاہئیں۔ اللہ کے سوا کسی کے لیے یہ تعظیم عمل میں نہ لانی چاہیے۔ جاہل سنی اگر شیعوں کے طریقے کو نہ اپنائیں اور عبارت کی یہ تین شکلیں صرف اللہ رب العزت کے لیے ہی عمل میں لائیں اور بیٹھ کر پورے ذوق و شوق سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام و درود پڑھا کریں تو کتنی اچھی بات ہو اور یہی طریقہ

ہمیں نماز میں بھی تعلیم دیا گیا ہے۔

بعض بریلوی کہتے ہیں کہ اگر ہم کھڑے ہو کر سلام نہ پڑھیں تو ہم مولانا احمد رضا خاں کے دین و مذہب سے نکل جائیں گے اور امامت حضرت نے ہمیں اپنے دین و مذہب پر چلنے کا حکم دیا ہے۔ یہ ان کا اندیشہ صحیح نہیں۔ مولانا احمد رضا خاں کے مشورعت خواں خلیل الدین حسن جوان کے مدرسے میں نہیں پڑھتے تھے کہتے ہیں: "بیٹھے بیٹھے پڑھو درود و سلام" پس ہم سب کو چاہیے کہ شیعوں کے طریقہ پر کھڑے ہو کر سلام پڑھنے سے پرہیز کریں اور سنی طریقہ پر بیٹھ کر درود و سلام پڑھا کریں۔

اس نئے طریقہ سلام میں بریلوی ایک اور غلط بات شامل کر لیتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ جہاں یہ قیام مولوی کیا جائے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شریف آتے ہیں۔

بریلویوں کا یہ عقیدہ ان کے عام عقیدہ حاضر و ناظر کے خلاف ہے۔ ایک طرف تو وہ یہ کہتے ہیں کہ حضور ہر وقت ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں اور دوسری طرف وہ یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ آپ محفل میلاد میں آتے ہیں۔ اب آپ ہی سوچیں کہ ان کے ہاں کوئی بات صحیح ہے۔

مولوی احمد رضا خاں کے بزرگوں میں مولوی عبدالسمیع رامپوری بھی تھے۔ آپ نے حضور کے ہر جگہ حاضر و ناظر ہونے کی یوں نفی فرمائی:

اصحاب محفل میلاد تو زمین کی تمام جگہ پاک و ناپاک مجالس نہ رہی وغیرہ یہی میں حاضر ہونا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں دعویٰ کرتے ہیں

مولوی دیدار علی صاحب الہدی اس سے بھی زیادہ صراحت کے ساتھ کہتے ہیں:

نہض حاضر و ناظر سے اگر حضور و نظور بالذات مثل حضور و نظور و باری تعالیٰ ہر

وقت و نظیر مراد ہے تو یہ عقیدہ محض غلط و مفضی الی الشرک ہے۔ الا اہل اسلام

میں یہ عقیدہ کسی جاہل اجمل کا بھی نہ ہو گا۔

پھر آگے چل کر لکھتے ہیں :

اس وقت خاص میں ذات محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بسبب کثرت

درود و سلام حاضر یا ناظر سمجھتے ہیں نزدیک اوقات میں۔ ص ۱۰

یہ عقیدہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم درود و سلام کے وقت حاضر ناظر ہو جاتے ہیں۔ اس حدیث کے واضح طور پر خلاف ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے زمین میں سیاحت کرتے ہیں اور وہ درود شریف پڑھنے والے کا درود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ پس اس نیت کے ساتھ کہ حضور اس طرح سلام پڑھنے کے وقت محفل میں تشریف لے آتے ہیں۔ اس طریقے سے سلام پڑھنا اور بھی جاہل اعتراض ٹھہرتا ہے۔

دس ہزار روپے کا انعامی چیلنج

بیلولی لوگ (۱) کھڑے ہو کر (۲) اجتماعی شکل میں دائرہ بنا کر (۳) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا تصور باندھ کر مسجدوں میں سلام پڑھتے ہیں سلام پڑھنے کا یہ طریقہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں ہرگز رائج نہ تھا۔ صحابہؓ نے حضور کے بعد کبھی اس طرح سلام نہ پڑھا تھا۔

بزرگوں میں سے اس وقت ہم صرف چار نام پیش کرتے ہیں۔ (۱) حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ، (۲) پیران پیر حضرت سید شیعہ عبدالقادر جیلانیؒ، (۳) حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ، (۴) اوزنگ نیب عالمگیرؒ ان حضرات نے کبھی اس طرح حضور پر صلوٰۃ و سلام پڑھا ہو تو صحیح حوالہ پیش کر کے پرائیسی دس ہزار روپے کا انعام دیا جائے گا۔

اگر کوئی صاحب معتبر حوالہ صنف و سطر کی قید سے لکھ بھیجیں اور اس میں کھڑے ہو کر اجتماعی طور پر سلام پڑھنے کی تصریح ہو تو ہم ان کے منون ہوں گے اور دس ہزار روپے کا چیک بھی ان کی خدمت میں ارسال کر دیں گے۔

محمد اسلم عفا اللہ عنہ

عصری تقاضے پر دیگر گرانقدر دینی تالیفات !

۱۔ نماز کا مقام توحید ۔ سائز 18×22 صفحات ۶۴
اس میں مولانا اسماعیل شہید کی طرف منسوب ایک عبارت کی وضاحت کی گئی ہے
۲۔ شاہ اسماعیل شہید ۔ سائز 18×22 صفحات ۱۰۴
اس میں حضرت شہید کی زندگی عقائد اور مسلک پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے
۳۔ عالم الغیب ۔ سائز 18×22 صفحات ۶۴
اس میں حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی ایک عبارت کی وضاحت کی گئی ہے ۔

۴۔ تقدیس حسین ۔ سائز 20×30
اس میں بریلویوں کی مرکز اسلام کے خلاف اعتقادی بغاوت کا دلسوز تذکرہ ہے ۔

۵۔ علم جنات و ملکہ ۔ سائز 18×22
اس میں حضرت مولانا خلیل احمد محبت سہارنپوری کی ایک عبارت کی وضاحت کی گئی ہے
۶۔ آثار النبیؐ ص ۱۸۸۲۲ صفحہ تقریباً ۳۰۰ قرآن کے موضوع پر علامہ لدخوری صاحب کے مکتوبات کا مجموعہ
۷۔ پڑھتا جا شرماتا جا ۔ 18×22 بریلوی کی تیز زبانی کے خلاف قوم کی عدالت میں ایک استغاثہ ۔

۸۔ بریلویوں کا چالیسواں ۔ 18×22 ذہن ساؤمخہ اذلیعہ میں بریلویوں کے چالیس اعتراضات کے جوابات ۔